اجتہاد کا حق کسے ہے؟

قارئین کرام ۱۸ ر جولائی ۱۹۹۲ء کی شب کو پاکستان ٹیلی ویژن پر بین الاقوامی سکالر عزت مآب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب سیرت نبویہ کا آغاز بیان کر رہے تھے کہ آخر میں ان سے یہ سوال کیا گیا کہ اجتہاد کرنے کا حق کس کو ہے؟ آپ نے بلا کسی تامل کے یوں ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی کو اجتہاد کرنے کا حق ہے اس سے مستغربین اور مغرب زدہ لوگوں کی بے جا حوصلہ افزائی ہوتی ہے جو دین متین کے لیے مضر ہے اس لیے میں اس کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب جہاں دیدہ اور عمر رسیدہ ہونے کے باوجود واللہ اعلم یہ بات خلاف واقع کیوں کہہ گئے ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے یہ بات ویسے ہی کی ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ ایم بی بی ایس سب ڈاکٹر ہیں اس لیے ہر ڈاکٹر کو آنکھوں اور دماغ وغیرہ کا اپریشن کرنے کا حق حاصل ہے۔ ذرا غور فرمایئے اگر ایک جی ڈی ڈاکٹر اٹھ کر کسی چشم کے مریض کی آنکھ کا اپریشن کرے جو حشر اس مریض کی آنکھوں کا ہوگا وہی حشر دین اسلام کا اس وقت ہوگا جب ہر آدمی اجتہاد کرنا شروع کر دے۔ اسی طرح بحری جہاز یا ریل کے ڈرائیور کو ہوائی جہاز اڑانے پر لگا دو تو جو حشر اس ہوائی جہاز کے مسافروں کا ہوگا وہی حشر دین اسلام کا اس وقت ہوگا جب ہر آدمی کو دین میں اجتہاد کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر عالم دین کو بھی اجتہاد کا حق حاصل نہیں کیونکہ مجتہد کا مقام بہت بلند ہے اسے تمام امور اسلامیہ پر کامل عبور ہوتا ہے اور قرآن و سنت کے ایک ایک مسائل وجز کا وہ ماہر کامل ہوتا ہے اور تمام علوم اسلامیہ اس کے ذہن میں مستحضر ہونے چاہئیں وغیرہ وغیرہ۔ خوف خدا اور تقویٰ کا ہونا بھی لازمی ہے۔

(سید تصدق بخاری گوجرانوالہ، حال کراچی)

الحق کے مضامین اور تاثرات

ماہنامہ الحق کے شمارہ نو س نے بے حد متاثر کیا ہے تازہ شمارہ میں "خواتین کی ذمہ داریاں" اور مولانا شہاب الدین ندوی کا "نکاح کے لیے مرد اور عورت کا انتخاب" اپنی مثال آپ ہیں۔ مومن کی عظمت جناب باوا صاحب کا مضمون ہے جس سے ایمان تازہ ہوا، مولانا تصدق بخاری کا مضمون تو الحق کا امتیاز ہے جس میں سرسید صاحب کا حقیقی روپ دکھایا گیا ہے۔ گذشتہ شمارے میں الحق کا جہاد افغانستان انڈکس دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت اور عظمت کی واضح دلیل ہیں۔ خدا نظر بد سے بچائیں، دونوں پرچوں میں اوارتی تحریریں روح قلب پر ثبت ہوئیں اور قافلہ جہاد کے عظیم رہنما مولانا عبدالحق رح والے مضمون میں حقانی صاحب نے تو چودہ طبق روشن کر دیئے، یہ مضمون تمام رسائل میں چھپنا چاہیے۔ (محمد ہارون مجتبیٰ)